© rasailojaraid.com

راشٹر پتی نہیں کروڑ پتی

اس خبر نے موجودہ اور سابقہ دونوں وزیراعظموں کا رعب زائل کر دیا ہے کہ میاں نواز شریف صرف بارہ کروڑ روپے "پتی" اور محترمہ بے نظیر بھٹو محض تین کروڑ روپے کی "پتنی" ہیں۔ اگرچہ ان "حقائق" کی روشنی میں میاں صاحب محترمہ سے چار گنا امیر ہو جاتے ہیں مگر مملکت خداداد پاکستان میں دولت کمانے کے جائز اور ناجائز بلکہ ناجائز حدود تک پھیلے ہوئے جائز طریقوں کو ناجائز بنانے والے وسائل سے آگاہی رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ دولت کے لحاظ سے میاں صاحب لاکھوں میں ایک نہیں بنتے تو ہزاروں میں ایک بن جاتے ہیں اور محترمہ جیسے "تین کروڑ ملی مل" تو پاکستان میں لاکھوں کی تعداد میں پھرتے ہیں۔ محترمہ کی مالی حیثیت سے زیادہ قیمتی تو انکی سیاست کا مرکز گلزار ہاؤس ہی ہوگا۔

خبر نگاروں نے مذکورہ بالا حقائق ۱۹۹۷ء کے انتخابات میں داخل ہونے والے کاغذات نامزدگی کے ساتھ منسلک کیے گئے "اعلانات" سے حاصل کیے ہیں۔ جن کے مطابق میاں نواز شریف، ان کی زوجہ محترمہ بیگم کلثوم نواز، صاحبزادے حسن نواز اور دختر نیک اختر سلمیٰ نواز کے پاس بارہ کروڑ اٹھائیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار ایک سو اٹھائیس روپے مالیت کے اثاثے ہیں جبکہ محترمہ بے نظیر بھٹو، ان کے شوہر نامدار آصف علی زرداری اور بچوں بلاول زرداری، بختاور زرداری اور آصفہ زرداری کے اثاثے تین کروڑ ۶۸ لاکھ آٹھ سو ۸۷ روپے کی مالیت کے ہیں۔ سابقہ اور موجودہ وزیراعظموں کے اثاثوں میں نہ تو پوری دنیا میں شہرت پانے والے سرے محل کا کہیں ذکر ہے اور نہ ہی رائے ونڈ سے رائے ونڈ تک پھیلی ہوئی زرعی اراضی پر لہلہانے والے فارموں کا کوئی نشان ملتا ہے۔

بتایا گیا ہے کہ میاں نواز شریف کی گزشتہ مالی سال کے دوران اتنی آمدنی بھی نہیں تھی کہ وہ کوئی انکم ٹیکس ادا کرتے البتہ انہوں نے ڈیڑھ لاکھ روپے کا ویلتھ ٹیکس ضرور ادا کیا تھا۔ اس سے پچھلے سال اتنی آمدنی تھی کہ ۷۷۴ روپے کا انکم ٹیکس ادا کرتے اور "ویلتھ" بھی اتنی تھی کہ تقریباً آٹھ لاکھ روپے کا دولت ٹیکس ادا کرنا پڑا۔ سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں میاں صاحب کی آمدنی اتنی نہیں تھی کہ انکم ٹیکس ادا کرتے مگر دولت بدرجہا زیادہ تھی چنانچہ اکیس لاکھ ۸۴ ہزار روپے بطور دولت ٹیکس ادا کرنے پڑے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سیاسی مصروفیات نے میاں صاحب کو کس قدر نقصان پہنچایا اور ان کی دولت ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۷ء تک بتدریج کم ہوتی چلی گئی اور بائیس لاکھ کا دولت ٹیکس صرف ڈیڑھ لاکھ روپے تک رہ گیا۔

محترمہ بے نظیر بھٹو اور ان کے بچوں کے پاس دو کروڑ سولہ لاکھ روپے کی مالیت کے اثاثے ہیں جبکہ محترم آصف علی زرداری کے پاس صرف ایک کروڑ اکاون لاکھ ۹۷ ہزار ایک سو پانچ روپے ہیں۔ غیر منقولہ جائیداد کے ضمن میں محترمہ کے پاس کلفٹن کراچی کے دو ہزار مربع گز کے بنگلے میں پچاس فیصد کا حصہ ہے جس کی مالیت ایک لاکھ بارہ ہزار پانچ سو روپے بیان کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ان کے ہزار مربع گز کے دو پلاٹ گوادر (بلوچستان) میں ہیں۔ زرعی زمین، آئس فیکٹری میں حصے، بینک اکاؤنٹ اور صنعتی یونٹوں کے حصص اس کے علاوہ ہیں۔ کاغذات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں یہ بھی درج ہے کہ محترمہ کو ان کے شوہر نے دو مرسڈیز کاریں خریدنے کے لئے ۳۶ لاکھ ۲۳ ہزار آٹھ سو روپے بطور تحفہ دیے تھے۔ یہ گاڑیاں محترمہ نے ۳۰ جون ۱۹۹۶ء کے بعد حکومت پاکستان کو گفٹ کر دی تھیں۔

میاں نواز شریف اور محترمہ بے نظیر بھٹو دونوں نے لکھ کر دیا ہے کہ ان کی بیرون ملک کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے اور نہ ہی کسی بیرونی ملک میں ان کی کوئی ملکیتی چیز موجود ہے۔ مگر محترمہ بے نظیر نے ایک الگ تحریر میں بتایا ہے کہ ان کے نام اور ان کے بچوں کے نام پر کچھ غیر ملکی کرنسی اکاؤنٹس ہیں۔ حیرت کی اصل بات یہ ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کاغذات نامزدگی داخل کرتے وقت پاکستان پیپلز پارٹی کو اپنی غیر منقولہ یا منقولہ جائیداد نہیں بتایا اور میاں نواز شریف نے بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ پاکستان مسلم لیگ انہیں اور ان کے برادر خورد کو ورثے میں ملی ہے۔ ان دونوں موجودہ اور سابقہ وزراء اعظموں نے اپنے ڈیکلیریشن میں اپنے اپنے "ووٹ بینک" کا بھی کوئی ذکر نہیں کیا چنانچہ ان کی غلط بیانی پر ان کے خلاف ریفرنس دائر کیے جاسکتے ہیں۔

معلوم نہیں یہ بات درست ہے یا محض لطیفہ ہے کہ فیلڈ مارشل ایوب خان کے ایک صاحبزادے بھارتی سفارت خانہ کی کسی دعوت میں شرکت کے لئے گئے تو سفارت خانہ کے افسر مہمانداری نے ان کا تعارف اپنے سفیر سے کراتے ہوئے بتایا کہ ان کے پتاجی پاکستان کے راشٹر پتی ہیں۔ صاحب زادے نے فوراً تصحیح فرمائی کہ "راشٹر پتی نہیں کروڑ پتی"۔ اس واقعہ کے ربع صدی بعد بھی اگر ہمارے سربراہان حکومت کروڑ پتی ہیں تو کیا فائدہ ایسی حکومت کا؟ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی فائدے کا دھندہ کیا جائے اور عزت آبرو کی زندگی گزاری جائے۔

(روزنامہ "جنگ" لاہور۔ ۸ مارچ ۱۹۹۷ء)

بقیہ از صـ ۱۳

کئی افسوس ناک واقعات ہیں۔ ان میں چنگیزیوں سے ساز باز کر کے ابن علقمی اور ہلاکو کے رقیب گرگشتہ فرید نصیر الدین طوسی جیسے گمراہ وطن فروشوں اور حکمرانوں نے خلافت عباسیہ کو تباہ کر ڈالا۔ جسطرح جعفر و صادق نے برصغیر میں سراج الدولہ اور سلطان ٹیپو کو شہید کروایا۔ وزیر قراجا خان کی غداری کی اطلاع نے قلعہ کی فوج کو پریشان کر دیا۔ وزیر قراجا خانؔ کی غداری کی اطلاع نے قلعہ کی فوج کو پریشان کر دیا مگر اللہ کے سپاہی اپنی جگہ ڈٹ گئے۔ ادھر غداروں کا انجام دیکھئے کہ دوسرے ہی دن چغتائی کمانڈر نے اور ان کے سردار یعنی چنگیزی وزیر قراجا کو طلب کیا اور بولا کہ سب مجھے رات ہی خبر مل گئی تھی کہ تم ہم سے آ ملے ہو پھر پوچھا کہ اب کتنے سپاہی تمہارے ساتھ ہیں۔ جواب ملا کہ ...... دس ہزار سپاہی چنگیزی کمانڈر بولا، جب تم اپنے بادشاہ کے وفادار نہیں رہے تو اسکی کیا ضمانت ہے کہ ہمارے وفادار رہو گے؟ پھر پوچھا اب تمہارے افسر کتنے ہیں؟ وزیر قراجا نے بتایا کہ کل چالیس افسر ہیں۔ وزیر قراجا کے ساتھ ان سب کو ایک قطار میں کھڑا کرو دیا پھر چغتائی سردار نے اپنے ایک فوجی دستے کو حکم دیا کہ ان غداروں کی گردنیں ایک ساتھ اڑا دو!

غدار دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوتا ہے اور آخرت میں بھی ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

© rasailojaraid.com